وتصدق به ،فما جاءك من هذا المال وأنت غير مشرف ولا سائل فخذه ،والا فلا تتبعه نفسك''(بخاری کتاب الاحکام١٣/١٦٠ ،مسلم كتاب الزكاة حديث ١١١) ''اسے لےلواور اپنا مال بناؤ اور (اگر چاہے تو) صدقہ کر دو، پس یہ جو مال تجھے حاصل ہو جبکہ تو اس کی لالچ کرنے والا یا طلب کرنے والا نہ ہو تو اسے وصول کرو، ورنہ اپنے نفس کو اس کا طلبگار نہ بنا''۔

(۳) کسی ڈیوٹی کی ادائیگی کے دوران لوگوں سے تحائف وصول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ڈیوٹی کی تنخواہ مقرر ہوتی ہے۔

ایک دفعہ بنی اسد کے ایک شخص ابن لتبیہ نے زکاۃ جمع کر کے لایا اور کہا: یہ آپ لوگوں (بیت المال) کا حصہ ہے اور یہ مجھے بطور تحفہ ملا ہے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا''مابال العامل نبعثه فيأتي فيقول هذا لك وهذا لى ،فهلا جلس فى بيت أبيه وأمه فينظر أيهدى له أم لا؟والذى نفسى بيده لايأتى بشئ الا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبته''(بخاری، کتاب الاحکام،باب هدايا العمال ١٣/١٧٥) ''کیا معاملہ ہے کہ ہم عامل کو زکاۃ سمیٹنے بھیجتے ہیں تو آکر کہتا ہے کہ یہ تیرا ہے وہ میرا۔کیوں نہ وہ اپنے والدین کے گھر بیٹھ کر دیکھ لیتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟ اللہ کی قسم وہ جو کچھ اس طرح (تحفہ کے نام پر رشوت) وصول کرے گا اسے روز قیامت اپنی گردن پر اٹھا کر حساب کے لیے پیش ہوگا''۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''هدايا العمال غلول'' (التمهيد لمافى الموطأ من المعانى والاسانيد ٢/١٦) ''صدقات کے مسئول کے تحفے (عام طور پر) خیانت ہوتے ہیں''۔

حضرت علی نے ایک عامل کو بھیجا،اس نے آکر کہا: امیر المؤمنین اس کام کے دوران مجھے کچھ تحفے بھی ملے ہیں جنہیں میں لے آیا ہوں۔اگر میرے لیے یہ حلال ہوں تو میں لے لوں گا ورنہ آپ کو پیش کروں گا۔حضرت علی نے اسے وصول کیا اور فرمایا:(انى أحسبه كان غلولا) ''مجھے خدشہ ہے کہ یہ خیانت میں شمار ہوگا''(التمهيد ٢/١٧)

(۴) امام شافعی نے کہا ہے کہ اگر سرکاری مسئول کے علاوہ کسی کو اس کے احسان کے عوض کوئی تحفہ دیا جائے تو اسے قبول نہ کرنا بہتر ہے،اگر قبول کر لے تو جائز ہے۔(التمهيد ٢/١٥)

خلاصہ کلام: شاگردوں سے ایسا کوئی ہدیہ قبول نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔کیونکہ:

۱۔ اس سے انسان کی خودداری محفوظ رہتی ہے،ضمیر مطمئن رہتا ہے۔

۲۔ لالچ کا شکار ہونے سے بچتا ہے۔﴿ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون﴾ (الحشر: ٩ ،التغابن: ١٦) ۔